۱

۱۲۱۶

هدیه
بنیاد بعثت
تهران - ایران

خالص عمل

تحریر : احمد اربلو

مترجم : سید نیاز علی رضوی هندی

نقاش: ایرج اسکندری

قسمت کودکان و نوجوانان بنیاد بعثت

مرکز چاپ و نشر بنیاد بعثت

نام کتاب : خالص عمل ۔ مجموعۂ "معصومینؑ کے ساتھ" سے امام علیؑ کی زندگی کے مطابق ایک داستان

تحریر : احمد اربلو

مترجم : سید نیاز علی رضوی ہندی

نقاش : ایرج اسکندری

کتابت : رضوان رضوی ہندی

تہیہ و تنظیم : قسمت کودکان و نوجوانان بنیاد بعثت

چاپ اول : ۱۴۱۵ ہجری قمری ۱۹۹۵ عیسوی ۱۳۷۴ ہجری شمسی

تعداد : ۲۰۰۰ نسخہ

پتہ : تہران خیابان سمیہ شمارہ ۱۰۹

فون : ۸۸۲۲۲۴۴ فاکس : ۸۸۲۱۳۷۰ (۰۲۱)

پوسٹ کوڈ : ۱۳۶۱ - ۱۵۸۱۵

جملہ حقوق محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکی فوج تیس روز کا لمبا راستہ طے کر کے آخر شہر "مدینہ" کے قریب پہونچ گئی،

کفار مکہ کے سردار ابو سفیان نے مدتوں قبل یہ عظیم لشکر تیار کیا تھا اس کا منصوبہ تھا کہ مدینہ پر ایک بڑا حملہ کر کے اسلام کی نوزاد راجدھانی سے رسول خدا اور ان کے وفادار وجاں نثاروں کو ختم کر دے، اور اسلام کا نام و نشان مٹا دے، کفار مکہ نے اپنی اس شرمناک سازش کو مطمئن طور پر بروئے عمل لانے کے لئے اسلام کے بڑے دشمن یہودیوں سے بھی بڑی تعداد میں معاہدے کر لئے تھے اور لگ بھگ دس ہزار کا لشکر مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کر لیا تھا۔

جب مکی فوجیں مدینہ پہونچیں، تو انھیں ایک عجیب منظر سے دوچار ہونا پڑا، شہر کے

چاروں طرف تقریباً تین چار میٹر گہری خندق کھدی ہوئی تھی خندق کے اندر بھی اس طرح بہت سی رکاوٹیں کھڑی کردی گئی تھیں کہ کفار مکہ اپنی تمام کوششوں کے باوجود اسے عبور کرکے شہر میں داخل نہ ہوسکیں . . . . . . مسلمانوں کو چونکہ مشرکین کے حملہ کی پہلے سے ہی اطلاع مل گئی تھی لہٰذا انھوں نے ایک باوفا ایرانی مسلمان صحابیٔ رسولؐ سلمان فارسی کے مشورہ سے بڑی محنت سے شہر کے چاروں طرف یہ عظیم خندق کھودی تھی ۔

کفار مکہ کو ہرگز اس بات کی توقع نہ تھی وہ اپنی جگہ حیران و پریشان پتھر کی مانند بے حس ہوکر رہ گئے وہ سوچ کر آئے تھے کہ بغیر کسی زحمت کے حتی اپنی سواریوں سے اترے بغیر شہر میں داخل ہو کر مسلمانوں کا قتل عام کردیں گے ۔

اور اپنے ناپاک ارادہ میں کامیاب ہوجائیں گے لیکن مسلمانوں نے خندق کھود کر ان کی راہ میں بڑی رکاوٹیں پیدا کردی تھیں ۔ لشکر کفر حیران و پریشان خندق کے اس پار دم بخود کھڑا تھا ــــ

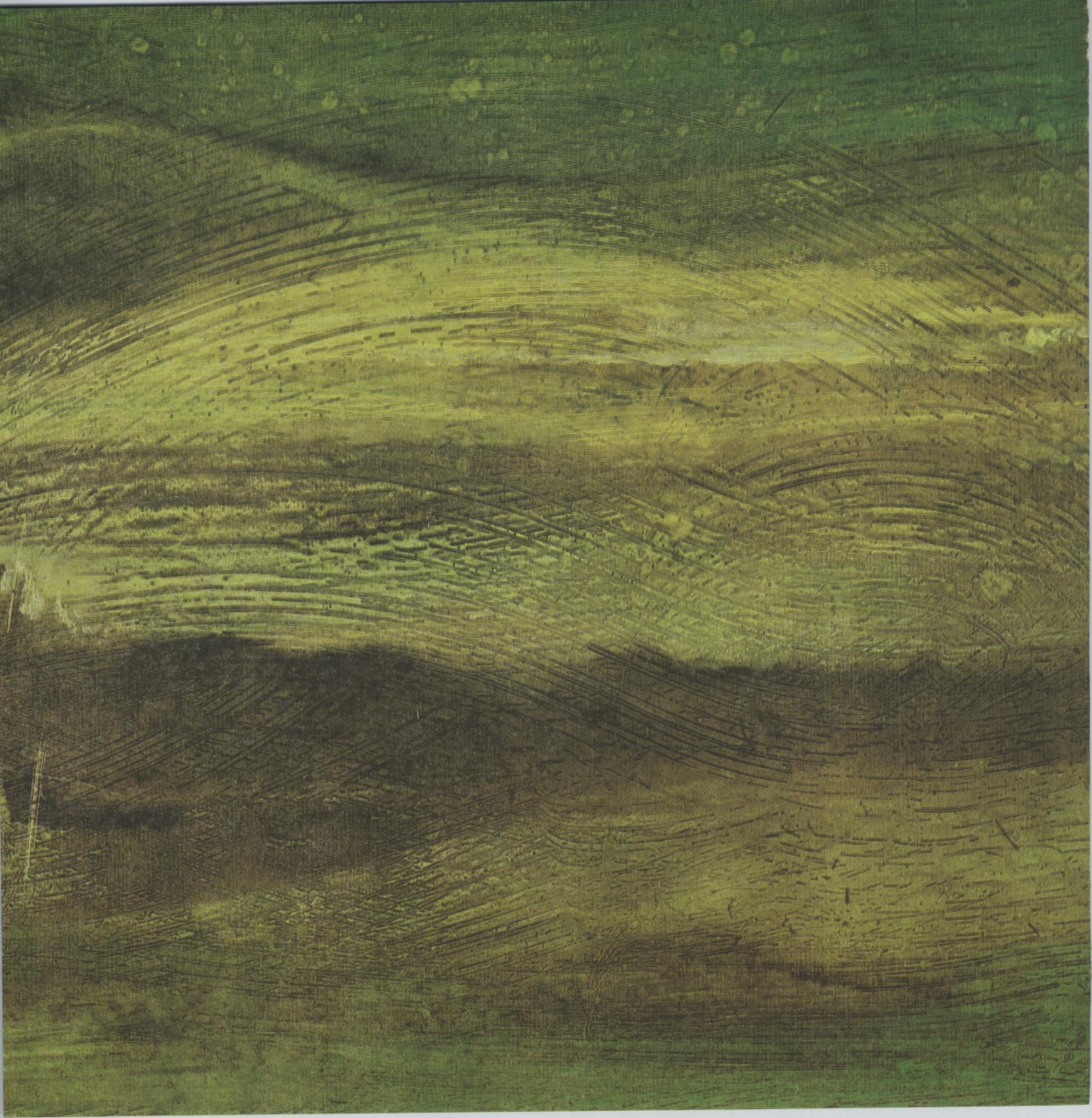

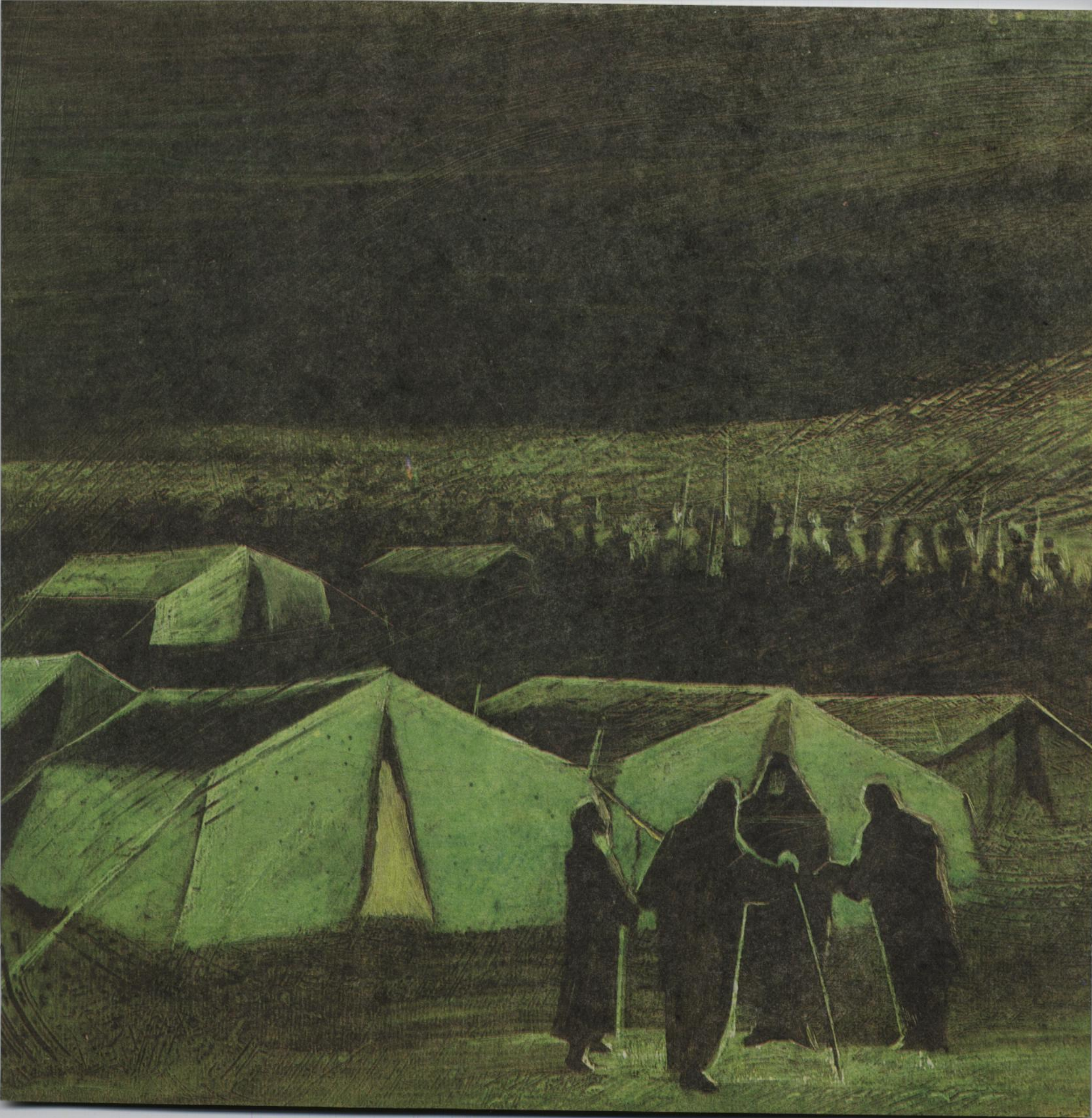

اس وقت ابوسفیان کی غم وغصہ سے بیتاب آواز نے اس وحشتناک سکوت کا خاتمہ کیا۔ اور اپنی فوج کو خندق کے کنارے پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا تاکہ وہ لشکر کے سرداروں کے ساتھ بیٹھ کر اس رکاوٹ کا کوئی حل تلاش کرے۔

مشرکین مکہ کی فوج نے بڑی تیزی سے خندق کے اس پار شہر کے گرد اپنے خیمے ڈال دیے اور اس طرح مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔

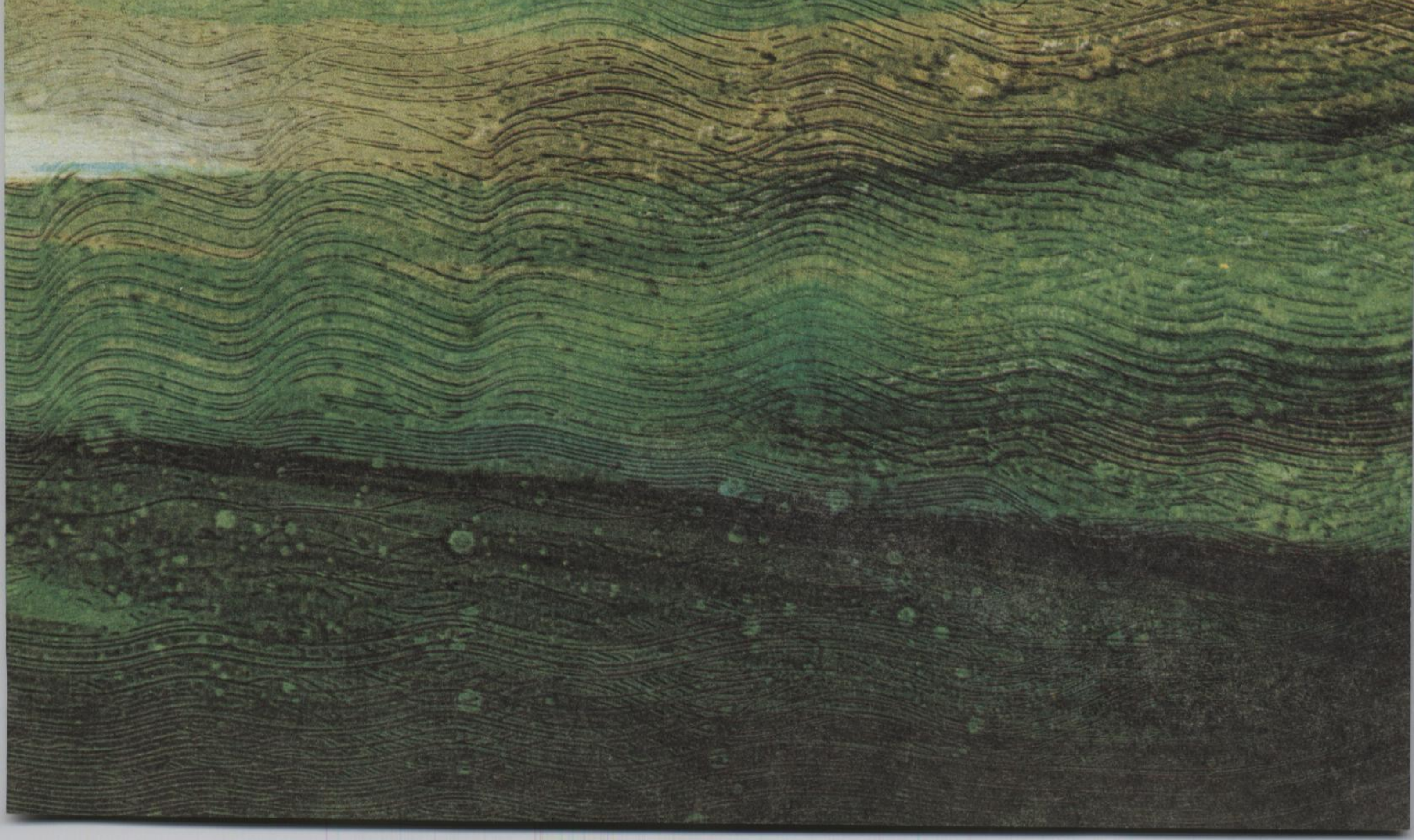

مدینہ کے محاصرہ کو کئی دن ہو گئے تھے مکّی فوج محاصرہ طولانی ہو جانے کے سبب گھبرا گئی تھی دوسری طرف مدینہ میں داخلہ کا کوئی راستہ نہ ملنے کی وجہ سے سخت غصّہ میں مبتلا تھی۔

اسکے برخلاف تین ہزار پر مشتمل مسلمان سپاہی خندق کے اس طرف مدینے کے قریب ایمان باللہ کے سہارے ہر لمحہ تیار رہتے تھے جب بھی کوئی مشرک خندق کے نزدیک ہونا چاہتا تھا اسے اپنے تیروں کی باڑھ پر لے لیتے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔!

ان ہی دنوں ایک بہت بڑا جنگی واقعہ پیش آیا :

کفار کے لشکر میں ایک بہت بڑا جنگجو "عمرو ابن عبدود" موجود تھا۔ وہ عربوں میں اپنی دلاوری اور بہادری کے لئے بہت مشہور تھا۔ عمرو ابن عبدود محاصرہ لمبا ہو جانے سے بہت زیادہ تنگ آگیا تھا۔ اور انتہائی غضبناک تھا۔ ایک دن دیر تک خندق کے اطراف میں اپنا گھوڑا دوڑاتا رہا، یہاں تک کہ موقع سے فائدہ اٹھا کر ایک جگہ پر جہاں خندق نسبتاً کم چوڑی تھی اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور لمبی چھلانگ لگا کر خود کو خندق کے پار شہر کے اندر پہونچانے میں کامیاب ہو گیا۔ عمرو کے اس کارنامے پر دونوں طرف کے لشکر میں ایک شور و غلغلہ پیدا ہو گیا سب کی نظریں اس کی طرف اٹھ گئیں۔ کفّارِ مکہ نے خوشی میں تالیاں بجا کر عمرو کے جوش کو مزید بڑھایا۔

جب عمرو مسلمانوں کے لشکر کے قریب پہونچا تو اپنی تلوار ہوا میں لہرا کر للکارا ـــــ

.... ہے کوئی جو میدان میں آکر مجھ سے جنگ کرے ؟ .... ـ

عمرو کی آواز سُن کر مسلمانوں کی سانسیں سینوں میں ٹھہر گئیں۔ سب نے اپنی گردنیں جھکا لیں۔ اس کے جیسے بہادر سے جنگ کوئی آسان کام نہیں تھا۔

اُس وقت مسلمانوں کے لشکر کے درمیان سے ایک آواز بلند ہوئی، جس نے مسلمانوں کا سکوت توڑا ـــــ یہ آواز "امام علیؑ ابن ابیطالب" کی تھی۔ جو عمرو سے جنگ کی پیشکش کرتے ہوئے رسول خدا سے اجازت مانگ رہے تھے کہ میدان میں جائیں ـــــ

ابھی رسولؐ خدا نے میدان میں جانے کی حضرت علیؑ کو اجازت نہیں دی تھی کہ دوبارہ عمرو کی صدا بلند ہوئی... عمرو للکار رہا تھا... !

.... ارے کوئی ہے ؟ میں اس قدر آواز دے رہا ہوں اور مقابلے کے لئے دعوت دے رہا ہوں کہ میری آواز بھی پھنس گئی ..... !

لیکن کوئی جواب کیوں نہیں دیتا ؟ مسلمانو ! کیا تمہارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ اگر قتل کئے جاؤ گے تو جنت میں جاؤ گے اور اگر مجھے قتل کر دو گے تو میں جہنم میں جاؤں گا ؟ پس تم میں کوئی نکلے

اور مجھے قتل کر کے جہنم میں پہونچا دے۔ یامیں اسے قتل کر دوں اور وہ جنت میں جائے۔

ایک بار پھر حضرت علی علیہ السلام مسلمانوں کے درمیان سے اٹھے اور رسولؐ خدا سے میدان میں جانے کی اجازت چاہی، لیکن رسولؐ نے اب کی بھی اجازت نہیں دی۔

عمرو کی للکار برابر جاری تھی اس کی ہر آواز کے ساتھ کفار کا ایک غلغلہ بلند ہوتا تھا جو آسمان سر پر اٹھائے ہوئے تھے تالیاں بجا بجا کر اسے جوش دلا رہے تھے عمرو نے ایک مرتبہ پھر گھوڑے کو چکر دیتے ہوئے چلا کر تیسری مرتبہ اپنا مدّ مقابل طلب کیا۔

اس دفعہ بھی مسلمانوں کے درمیان سے حضرت علیؑ اٹھے اور مردانہ وار عمرو سے جنگ کے لئے جانے کی اجازت مانگی۔ اس بار رسولؐ خدا نے اجازت دے دی۔

حضرت علیؑ نے مسکراتے ہوئے اپنے محکم و استوار قدم اور خدا پر ایمان و یقین سے مملو قلب کے ساتھ مطمئن انداز میں میدان کا رخ کیا اور عمرو کو للکارا۔

ٹھہر جا۔۔۔! تیرے مقابلے کیلئے بغیر کسی خوف و ہراس کے بہت جلد پہونچ رہا ہوں۔

اب تمام نگاہیں میدان جنگ کی طرف اٹھ گئیں ذرا دیر کو کفار کے لشکر میں خاموشی چھاگئی

ہر ایک گردن اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگا کہ ان کے عمرو جیسے بڑے جنگجو سے جنگ کیلئے کون آرہا ہے۔

رسولِ خدا نے جو دور سے علیؑ ابن ابیطالبؑ کی روانگی کا منظر دیکھ رہے تھے فرمایا:

اس وقت تمام کفر سے تمام ایمان کا مقابلہ ہے: پھر ہاتھ اٹھا کر حضرت علی علیہ السلام

کی کامیابی کیلئے دعا کی۔ عمرو نے اپنے گھوڑے کی لگام کھینچی اسکو روکا پھر نگاہ اٹھا کر دیکھنا شروع

کیا کہ لشکرِ اسلام کی طرف سے کون جنگ کے لئے آرہا ہے اتنی دیر میں حضرت علی علیہ السلام

عمرو کے روبرو پہونچ گئے عمرو نے آپ کے تن و توش کو دیکھ کر تعجب سے کہا: اے جوان

تو کون ہے کہ اس سادگی سے اپنی جان دینا چاہتا ہے؟ کیا تو نے میرا نام نہیں سنا ہے؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں تیرے نام سے خوب واقف ہوں۔ میں بھی علیؑ ابن ابیطالبؑ

ہوں۔ "علی،، کا نام سُن کر عمرو کے جسم میں کپکپی پیدا ہوگئی بدر و احد میں آپ کی بے پناہ بہادری کی یادیں اسکی آنکھوں میں پھر گئیں،،

عمرو نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور حضرت علیؑ سے اور قریب آکر ٹھنڈے لہجے میں کہا:

: اے ابو طالب کے بیٹے: تم ابھی جوان ہو تمھیں ابھی دنیا میں رہنے کیلئے بہت موقع ہے مجھے افسوس ہوگا اگر اتنی جلدی تمھاری زندگی تمام کردوں، واپس جاؤ کسی دوسرے کو میرے مقابلے کیلئے بھیجو...!

حضرت علیؑ نے قدم بڑھاتے ہوئے فرمایا:

اے عمرو میں تجھ سے جنگ کیلئے آیا ہوں کیا تو نے مقابلہ کے کیلئے حریف طلب نہیں کیا تھا

عمرو نے کہا: تمھارے باپ ابو طالب سے میری دوستی تھی۔ میں نہیں چاہتا کہ تمھارے خون سے اپنا ہاتھ رنگین کروں۔۔!

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :

اے عمرو میں نے سنا ہے کہ میدان جنگ میں تو اپنے مقابل کی تین باتوں میں سے ایک بات ضرور مان لیتا ہے ۔

عمرو چیخا ـــــــ

ہاں تم نے صحیح سنا ہے ـــــــ

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا : اب میں تم سے تین باتیں کہتا ہوں کسی ایک کو مان لو ـــ

عمرو نے کہا : وہ تین باتیں کیا ہیں ؟

حضرت علیؑ نے فرمایا :

پہلی بات تو یہ کہ شرک و بت پرستی سے باز آجا ، اور محمدؐ کو برحق نبی مان کر مسلمانوں کے ساتھ عزت و آزادی کی زندگی بسر کرو ۔

عمر نے کہا: اس بات کا ماننا ممکن نہیں ہے، دوسری بات کہو —؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

دوسری بات یہ کہ مجھ سے جنگ کا ارادہ ترک کردو اور جس راہ سے آئے ہو اسی راہ سے میدان سے واپس چلے جاؤ۔ . . . یہ تیز رفتار گھوڑا تمھیں خندق کے اس پار پہونچا دے گا۔

عمرو نے غصّے میں کہا: اگر میں اتنی آسانی سے واپس چلا جاؤں تو دوسرے سپاہی مجھے طعنہ دیں گے ..... اطمئن رہو مسلمانوں کو اپنی تلوار کا مزہ چکھائے بغیر میں خندق کے اس پار واپس نہیں جاؤں گا۔

اسوقت حضرت علیؑ نے مسکراتے ہوئے کہا: میری تیسری اور آخری بات یہ ہے کہ اپنے گھوڑے سے نیچے اتر آ تاکہ ہم دونوں جنگ کریں ـــــ

یہ بات سُن کر عمرو غصّے سے بھر اٹھا اس نے بڑی چالاکی سے تیزی کے ساتھ گھوڑے سے کودا اور حضرت علی علیہ السلام پر حملہ کر دیا ـــــ

دونوں لشکر خاموشی سے جنگ کے نتیجہ کا انتظار کر رہے تھے۔

عمرو نے تلوار ہوا میں لہرائی اور پوری طاقت سے حضرت علیؑ کے سر پر چلائی ـــــ

حضرت علی علیہ السلام نے بڑی تیزی سے سپر بلند کی اور اسکا وار روک لیا سپر اور تلوار ٹکرانے کی آواز سے پوری فضا گونج اٹھی ایک لمحہ کے لیے کفار مکہ نے خوشی میں نعرہ لگایا۔

اور مسلمانوں کی آواز گلے میں گھٹنے لگی ـــــ

عمرو کے اس وار سے حضرت علی علیہ السلام کی سپر ٹوٹ گئی جس کے نتیجہ میں تلوار کا کنارہ سر پر لگا اور امامؑ کا سر زخمی ہوگیا۔ حضرت علیؑ نے جلدی سے اپنے سر کا زخم باندھا اور عمر کو دوبارہ حملے کا موقع دیئے بغیر اس پر حملہ کر دیا آپ نے قبضۂ شمشیر پر مضبوطی سے ہاتھ کو جمایا اور ایک لمحہ

میں برق کی مانند اپنی تلوار عمرو کے جسم پر اتار دی۔ بس ایک بجلی سی کوندی اور کافروں کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ کفر کے پیکر پر حضرت علیؑ کی یہ تاریخی ضربت اتنی شدید تھی کہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل

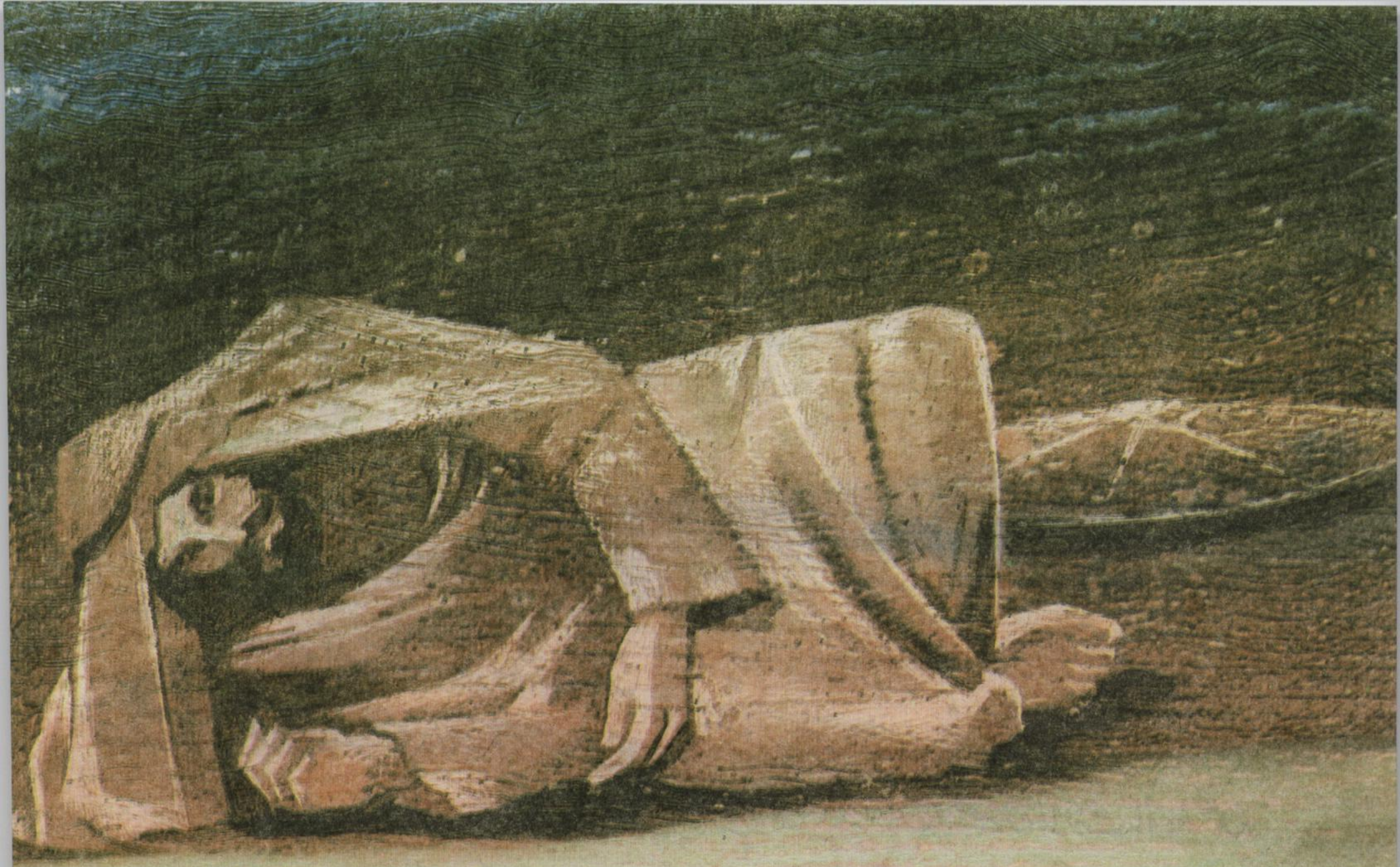

جلائے۔ ایک ہی ضربت سے عمرو کا بھاری بھرکم جسم بے جان ہو کر زمین پر گر پڑا۔

دونوں طرف کی فوج بے تابی کے ساتھ حقیقت جاننے کی کوشش کر رہی تھی لیکن میدان کی اڑتی دھول کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

وہ لوگ دیکھنا چاہتے تھے کہ زمین پر گرنے والا کون ہے؟ عمرو یا علیؑ؟

یکایک ایک گرجدار آواز بلند ہوئی جس نے دونوں طرف موت کے اس سناٹے کو توڑ دیا ! یہ حضرت علیؑ کی تکبیر کی آواز تھی جو گرد و غبار کے درمیان میدان نبرد سے بلند ہوئی تھی — **اللہ اکبر** — اس نعرۂ حق کو سن کر پورا اسلامی وفور شوق سے بھری اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرنے لگا۔ اور کافروں کے کلیجے سینوں میں دہل اٹھے — !

عمرو ابن عبدود علیؑ کے ہاتھوں زمین پر گر پڑا تھا اور اسمیں اٹھنے کی طاقت باقی نہ تھی۔ حضرت علیؑ آخری ضرب لگانے کے لئے فاتحانہ انداز میں اس کے سینے پر سوار ہو گئے۔ اسلام کے اس شیر دل جوان کے ہاتھوں اپنی عاجلانہ شکست پر عمرو انتہائی تلملایا ہوا تھا۔ اسکا سینہ کینہ و حسد کی آگ میں اس طرح بھن رہا تھا کہ وہ اپنی عمر کے ان آخری لمحات میں بزدلانہ طور پر ایک نہایت ہی گستاخانہ حرکت کر بیٹھا اور اچانک حضرت علیؑ کے چہرۂ مبارک پر لعاب دہن اچھال دیا —

اسکی اس حرکت نے میدان جنگ میں شجاعت کا ایک اور باب کھول دیا حضرت علیؑ جو اپنی تلوار سے عمرو کا کام تمام کرنے ہی جا رہے تھے اسکے سینے سے اتر آئے اپنا چہرہ صاف کیا آسمان کی طرف نگاہ بلند کر کے ایک ٹھنڈی سانس لی اور پھر تھوڑی دیر کے لئے سکون کے ساتھ میدان میں ٹہلنے لگے ـــــ

ـــــ سبھی حیرت میں غرق تھے حتیٰ خود عمرو ـ اور مکے کی فوج بھی مبہوت ہو کر رہ گئی تھی ـــــ

ـــــ حضرت علیؑ عمرو کے سینے سے کیوں اتر آئے ؟

ـــــ اسکو قتل کیوں نہیں کرتے ؟

ـــــ میدان جنگ میں کیوں ٹہل رہے ہیں ؟

ـــــ آخری ضرب کیوں نہیں لگاتے ؟

ـــــ علیؑ کیا سوچ رہے ہیں ؟

—— کیوں ؟ کیوں اور کیوں ؟

لیکن حضرت علیؑ جو کچھ سوچ رہے تھے اسے خدا اور رسولؐ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا لوگ اس عظمت کو درک کرنے سے قاصر تھے : اسوقت حضرت علیؑ کے پاکیزہ خیالوں خدا پر انتہائی ایمان اور اس کی رضا و خوشنودی موجیں لے رہی تھیں ۔

جس وقت عمرو نے آپ کی طرف لعاب دہن پھینکا تھا حضرت علیؑ کو غصّہ آگیا تھا۔ سبھی اس انتظار میں تھے کہ ابھی علیؑ کی تلوار عمرو کا کام تمام کر دے گی لیکن سب لوگوں کے خیال کے خلاف حضرت علیؑ نے یہ کام نہیں کیا۔ آپ فوراً یہ سوچنے لگے کہ اگر اس وقت عمرو کا سر قلم کر دوں تو ممکن ہے

کہ اس کام میں میرا غصہ بھی شامل ہو جائے کیونکہ عمرو نے آپ پر لعاب دہن پھینکا تھا ۔!

اس لئے حضرت علیؑ عمرو کے سینے سے اتر آئے تھے تھوڑی دیر تک میدان میں ٹہلتے رہے یہاں تک کہ آپ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا پھر آپ پلٹے اور مردانہ ضرب سے جو صرف اور صرف رضائے خدا کیلئے تھی عمرو کا کام تمام کر کے فاتحانہ انداز سے مسلمانوں کے لشکر کی طرف پلٹ آئے ۔

عمرو کے جسم پر نہایت ہی قیمتی زرہ اور تلوار تھی ۔ عربوں کا دستور تھا کہ فاتح مقتول کے ہتھیار اور زرہ کو اپنے قبضے میں کر لیتا تھا، لیکن حضرت علیؑ نے جوانمردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عمرو کی تلوار و زرہ کو میدان ہی میں چھوڑ دیا ۔

کچھ دنوں بعد جب عمرو کی بہن نے اپنے بھائی کے مرنے کی خبر سنی تو پوچھا —
— ذرا بتاؤ تو وہ کس کے ہاتھوں قتل ہوا ؟
جب اس سے کہا گیا کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ نے قتل کیا تو معمولی طور پر بھی چہرے سے غم و غصہ ظاہر کئے بغیر کہا : اگر میرا بھائی علیؑ کے بجائے کسی اور کے ہاتھوں قتل ہوتا تو اسکی موت پر تمام عمر گریہ کرتی لیکن میں جانتی ہوں کہ شجاعت میں کوئی علی کا مثل و نظیر نہیں ہے : اور میرے بھائی کے حق میں اچھا ہوا کہ وہ علیؑ ابن ابیطالبؑ جیسے انسان کے ہاتھوں قتل ہوا : —